جناب شفیق الرحمٰن ندوی

عالم اسلام کی علمی و ثقافتی سرگرمیاں

گذشتہ دنوں مولانا ابوالکلام کی صد سالہ یوم پیدائش کی تقریبات ملک کے مختلف حصوں میں منعقد کی گئیں۔ عوامی سطح پر بھی اور سرکاری و نیم سرکاری سطح پر بھی۔ ان کی ادبی، دینی اور سیاسی خدمات کو یاد کیا گیا۔ ملک کی آزادی کی تحریک میں ان کی عظیم خدمات کے اعتراف کے طور پر رانچی میں حکومت نے ایک آزاد میموریل قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سرکاری اعلان کے مطابق اس یادگار کی تعمیر میں ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ وزیر اعظم نے اس کا سنگ بنیاد بھی نصب کر دیا ہے۔ انہی تقریبات کی ایک کڑی وہ جلسہ بھی ہے جو مولانا آزاد میموریل اکاڈمی کے زیر اہتمام ۸ راپریل ۸۸ء کو گورکھپور میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی شرکت طے تھی۔ مولانا سفر کے لئے بالکل تیار تھے۔ ادھر مسلمانانِ گورکھپور سراپا انتظار، اچانک معلوم ہوا کہ غیر معمولی تاخیر کے سبب جہاز نے لکھنؤ کے بجائے الہ آباد کا رخ کر لیا۔ اس طرح مولانا کا پروگرام منسوخ ہوگیا۔

مولانا آزاد میموریل اکاڈمی لکھنؤ کے صدر اور مرکزی وزیر ماحولیات جناب ضیاء الرحمٰن انصاری نے شرکت کی اور اپنی بے لاگ اور پرشدت تقریر کے ذریعہ ایک حد تک مولانا ندوی مدظلہ کی عدم شرکت کی تلافی کی۔ یوں جلسہ محض رسمی جلسہ بن کر نہیں رہ گیا۔

جناب ضیاء الرحمٰن صاحب انصاری کانگریس سے وابستہ ہیں اور حکومت میں شریک، اس کے باوجود حق بات کہہ جاتے ہیں، اور پوری قوت سے کہتے ہیں۔ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کس کس کی پیشانی پر شکنیں پڑتی ہیں۔ پرسنل لا تحریک کے زمانے میں پارلیمنٹ کے اندر اور اس کے باہر پوری قوت سے اس کی حمایت کی۔ نام نہاد ترقی پسندوں نے قسم قسم کے القاب سے نوازا۔ طرح طرح کی باتیں کہیں۔ لیکن پرسنل لا تحریک کے دفاع سے گریز نہیں کیا۔ جب کہ ایک نام کے عارف نے مقام مسلمان سے مکمل عدم واقفیت کا ثبوت دیا۔ ملت کا ساتھ دینے والا مسلمانوں کی نگاہ میں احترام کا مستحق ٹھہرایا۔ اور حکومت کی نظر میں بھی سرخرو رہا۔ جب کہ ملت کے ساتھ بے وفائی کرنے والا اس انجام کو پہنچا جس کا وہ مستحق تھا۔

انصاری صاحب نے مولانا آزاد کی قدآور شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:۔

"مولانا آزاد ایک فرد نہیں تحریک تھے۔ ان کی زندگی قدیم وجدید کا سنگم بن گئی تھی۔ وہ اپنی ذہانت اور علم کی بدولت دانشوروں اور بڑی سی بڑی شخصیت کے درمیان قد آور دکھائی دیتے تھے۔ تحریک آزادی کی آزمائشوں میں انہوں نے انہوں نے بے مثال صبر وتحمل، ایثار وقربانی، اولوالعزمی اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔"

دانشورانِ فرنگ کی نقالی میں مذہب کو ہدف طعن بنانا اور سیاست کو مذہب سے جدا کرنے کا مشورہ دینا عام فیشن بن چکا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں۔ سب یہی راگ الاپ رہے ہیں۔ گویا سیاست کے لئے مذہب شجرۂ ممنوعہ ہے جو سیاست کی وادی میں قدم رکھنا چاہے وہ مذہب سے اعلان بیزاری کرے۔ یہ بالکل نئی صورت حال سامنے آئی ہے۔ تحریک آزادی کی جنگ میں متعدد رہنما ایسے تھے جن کی شناخت سیاسی سے زیادہ مذہبی تھی۔ پہلے مذہب کے بغیر اصولی سیاست کا تصور ہی نہیں تھا۔ مسلم رہنما تو خاص طور سے سیاست میں تو عبادت ہی کی نیت سے داخل ہوتے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ایک مذہبی رہنما کی حیثیت سے پہلے متعارف ہوتے۔ اور کانگریس کے اسٹیج پر بعد میں جلوہ گر ہوئے۔ مولانا مدنی شیخ طریقت ہی نہیں ایک مشہور مدرسہ کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ ان کی مذہبیت کبھی زیر بحث نہیں آئی۔ بلکہ ان کی مذہبیت ہی ان کی سیاست کو وقار واحترام فراہم کرتی تھی۔ مولانا آزاد کے نام پر منعقد ہونے والا جلسہ اس کا مستحق تھا کہ مذہب وسیاست کا تعلق زیر بحث آئے۔ چنانچہ ضیاء الرحمن انصاری صاحب نے دین وسیاست کی جدائی کا راگ الاپنے والوں کو مخاطب کرکے کہا:-

> "مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا گیا تو سیاست انسانیت کے لئے وبال بن جائے گی۔ مذہب انسانی اخلاقیات کو سنوارنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے جدا ہونے کے بعد برے بھلے کی تمیز باقی نہیں رہے گی۔ انسانی قدروں سے اگر مذہب کو الگ کر دیا گیا تو سیاست درندگی کا جامہ پہن لے گی اور انسانیت تھرا اٹھے گی۔"

جلسہ میں بعض غیر مسلم اہل قلم بھی شریک تھے۔ متعدد دانشوروں نے مولانا ابوالکلام کے ضمن میں مثبت اور تعمیری خیالات کا اظہار کیا۔ اور اعتراف کیا کہ مذہب اصولی سیاست کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ مذہب کے ذریعہ سیاست میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اس کی رعنائی و دلربائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مذہب کے ذریعہ سیاست انسانی قدروں کا احترام کرنا سیکھتی ہے۔

انگریزی کی بجائے عربی ایک اخباری اطلاع کے مطابق کویت کی وزارتی کونسل نے گذشتہ دنوں ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا ہے کہ تجارت، کاروبار اور دوسرے سرکاری کاموں کے لئے غیر ملکی زبانوں کی بجائے عربی زبان استعمال کی جائے۔ غیر ملکی زبان بلا ضرورت نہ استعمال کی جائے اس مقصد کے لئے حکومت نے تمام شعبہ جات کو سرکلر جاری کیا ہے نیز تاکید کی ہے کہ بلاتاخیر اس فیصلہ کا نفاذ ہو۔

برصغیر پاک و ہند کی طرح عرب بالخصوص خلیج کے ممالک میں انگریزی کا استعمال فیشن کی شکل اختیار کر گیا ہے ضرورت، بلا ضرورت یہاں تک کہ آپس کی گفتگو میں بھی کا استعمال عام ہے۔ اگر کوئی شہری عربی میں گفتگو کرتا ہے تو وہ ناقابلِ التفات قرار پاتا ہے۔ عربی زبان اپنے ہی دیس میں اجنبی بن کر رہ گئی ہے۔ روزمرہ کی بول چال میں اس کا استعمال رجعت پسندی اور پسماندگی کی علامت بن گیا ہے۔ اس پس منظر میں کویت کی وزارتی کونسل کا فیصلہ قابلِ تحسین ہے۔ یہ ایک مثبت فیصلہ ہے۔ اس کا مقصد عربی زبان کو اس کے گہوارے میں فروغ دینا ہے۔ اسے انگریزی دشمنی کسی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلا ضرورت انگریزی یا کسی بھی دوسری غیر ملکی زبان کا استعمال احساس کمتری کی علامت ہے کاغذ پر فیصلہ کر دینے سے تبدیلی نہیں آئے گی۔ اور انگریزی کا چلن کم نہیں ہو گا جب تک فیصلہ کے نفاذ کا حقیقی جذبہ نہ پایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی نگہداشت بھی ہو کہ فیصلہ پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں؟

نقاب شرعی لباس | مصری اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ متعدد کالجوں کے ذمہ داروں نے نقاب پوش طالبات کے لئے کالجوں کے داخلے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ مصر میں اس کا شدید ردِعمل ہوا۔ عوامی حلقوں کی جانب سے وسیع پیمانے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ ایک شہری نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اس فیصلہ کے جواز کو چیلنج کیا بعد کی خبروں سے پتہ چلا ہے کہ وہاں کی عدالت نے اس فیصلہ کو غلط قرار دے کر منسوخ کر دیا ہے۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ برقع یا نقاب کا استعمال مسلمان خواتین کے لیے شرعی لباس ہے۔ اس پر پابندی لگانا درست نہیں اور نہ اس سے نظم و نسق ہی کا کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور نہ اس سے تعلیمی اداروں کے آداب کی پامالی ہوتی ہے۔

مصر کے عوام دیندار اور اسلام کے شیدائی ہیں۔ ملک میں شریعت کا عمل دخل دیکھنا چاہتے ہیں۔ تمام تر قید و بند کے باوجود دینی جماعتیں فعال و سرگرم ہیں۔ گذشتہ الیکشن میں بڑی تعداد میں اسلام پسندوں کا پارلیمنٹ تک پہنچنا عوامی رخ کا آئینہ دار ہے، دشواری یہ ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح مصر میں بھی کلیدی عہدوں پر ایسے افراد قابض ہیں جو تہذیب فرنگ کے پروردہ ہیں۔ ذہنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی غلامانہ ذہنیت کے سبب عوام کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ اور خود اپنی پریشانیوں میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ برقع پر پابندی اسی ذہنیت کی پیداوار ہے۔ مقام مسرت ہے کہ عدالت نے اس فیصلہ کو منسوخ کر کے اس ذہنیت پر ضرب لگائی ہے۔

تھائی لینڈ میں مقابلہ قرأت | حفظ و قرأت کے مقابلوں میں اب کوئی ندرت نہیں رہی کہ ان کا خاص طور سے ذکر کیا جائے۔ مسلم ممالک کے علاوہ غیر مسلم ممالک میں بھی جہاں مسلمان معتد بہ اقلیت میں ہیں اس نوع کے ایک دو مقابلے ضرور ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مسلم تنظیمیں اس کا اہتمام کرتی ہیں۔ البتہ تھائی لینڈ جیسے ملک میں جہاں مسلمان بہت کم ہیں معاشی اور تعلیمی دونوں میدانوں میں پسماندگی کا شکار ہیں وہاں اس نوع کے مقابلے بڑی اہمیت اور افادیت کے حامل ہیں۔ اس عنوان سے دور دراز علاقوں میں بکھرے ہوئے مسلمان یکجا ہوتے ہیں اور ایک دوسرے

کے مسائل و مشکلات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت اور قرآن مجید کی اشاعت کا خاص جذبہ لے کر گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ قرآن مجید کے جادو بھرے الفاظ اور قاری کی دلکش آواز دلوں کو موم کرتی ہے۔ غیر مسلم بھی متاثر ہوتے ہیں، انہی کے طفیل بعض کو ایمان کی دولت نصیب ہو جاتی ہو تو بعید نہیں۔

تیسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں اور بچیوں کے اندر قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق بڑھتا ہے۔ عربی زبان سے نابلد ایک بچہ لحن داؤدی میں تلاوت کرتا ہے تو عرب فضلاء بھی وجد میں آجاتے ہیں اور بے ساختہ ان کی زبان سے سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

ان ہی مقاصد کے پیش نظر "دار الرابطہ بنکاک" نے قرآن مجید کے حفظ و تجوید کے مقابلے کا اہتمام کیا۔ گذشتہ تین برسوں سے بلاناغہ یہ مقابلہ ہو رہا ہے۔ اور تھائی لینڈ کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے قاری بھی شریک ہوتے ہیں۔ مشاہدین کا خیال ہے کہ گذشتہ برسوں کے مقابلہ میں اس سال نمائندگی کچھ زیادہ تھی۔ شرکاء کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ یہ مقابلے ۲ تا ۴ شعبان کو منعقد ہوئے۔ اول، دوم اور سوم آنے والوں گراں قدر انعامات سے نوازا گیا۔ دوسرے شرکاء بھی محروم نہیں رہے۔

اس مرتبہ طالبات نے بھی مقابلہ میں حصہ لیا۔ حکم کے فرائض کی انجام دہی کے لئے عرب ممالک کے بعض نامور قاری بلائے گئے تھے۔

قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تلاوت سے عربی سے نابلد افراد بھی متاثر ہوتے ہیں اس لحاظ سے حفظ و قرأت کا یہ مظاہرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

تبلیغ بذریعہ علاج ماہنامہ "ارض الاسراء" کی اطلاع کے مطابق جاپانی مسلمانوں نے ایک اسلامی ہسپتال قائم کیا ہے۔ جہاں خدمتِ خلق کے جذبہ سے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے جو بھی مریض داخل ہوتا ہے اس کے ساتھ اسلامی اخلاق اور حسنِ سلوک کا پورا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر، نرس اور دوسرے خدمت گاروں کی ہمدردی اور حسنِ سلوک کا مریضوں پر گہرا اثر پڑتا ہے ہسپتال کے ڈائریکٹر ڈاکٹر رستوفی فوتا کا بیان ہے کہ شفایاب ہونے والے مریضوں کی ایک تعداد روحانی بیماریوں سے بھی شفایاب ہو جاتی ہے۔ اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتی ہے۔ اس طرح متعدد افراد مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔

جزائر فیجی میں پہلا اسلامیہ کالج ایک اخباری اطلاع کے مطابق جزائر فیجی کی مسلم تنظیم نے مرکزی شہر "سیوفا" میں ایک قطعہ زمین خریدا ہے۔ اس پر پہلے اسلامی کالج کی عمارت تعمیر کی جائے گی۔ اس مدرسہ یا کالج کے ذریعہ جزائر فیجی میں کام کرنے والے داعی اور مبلغ تیار کئے جائیں گے۔ قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ اس تنظیم کی زیر سرپرستی تیرہ ابتدائی چھ مڈل اور چھ ہائی اسکول مصروفِ عمل ہیں۔ جہاں دیگر مضامین کے علاوہ قرآن مجید اور دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ

اب یہ جزائر فیجی کے شہروں اور دیہاتوں میں قائم مساجد کے اندر حفظ قرآن مجید کا نظم قائم ہے۔ ان مساجد میں جن کی تعداد ۵۰ ہے ہفتہ وار تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ اس طرح یہاں رہائش پذیر مسلمان اپنا تشخص برقرار رکھنے میں کامیاب ہیں۔

ام درمان میں قرآن کالج | ایک اخباری اطلاع کے مطابق سوڈان کے شہر "ام درمان" میں ایک "کلیۃ القرآن" (قرآن کالج) کا قیام عمل میں آیا ہے۔ گذشتہ دنوں اس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں عوام، علماء اور سرکاری افسران کے علاوہ کویت سے عالمی اسلامی فلاحی ادارہ کے صدر جناب شیخ یوسف جاسم الحجی بھی شریک ہوئے۔ واضح رہے کہ اس کالج کی تعمیر کے لئے اس عالمی ادارہ نے سرمایہ فراہم کیا ہے۔

اس کالج کے قیام کا مقصد داعی و مبلغین اور مدرسین کی تیاری، قرآن مجید کی تعلیم، حفظ و قرأت کے علاوہ تفسیر اور دیگر دینی علوم کی تدریس ہے۔ بالفاظ دیگر سوڈان کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایسے افراد تیار کرنا ہے جو وہاں عیسائی مشنریوں کے دجل و فریب کا پردہ چاک کر سکیں اور اسلام کی دعوت کا کام انجام دے سکیں۔

جرسی سٹی میں مسجد | ماہنامہ "ارض الاسراء" کے مطابق براعظم امریکہ میں واقع ملک نیوجرسی کے شہر جرسی سٹی میں رہائش پذیر مسلمانوں نے ایک یہودی عبادت خانے کو خرید لیا ہے۔ اب وہاں مسجد قائم کر دی گئی ہے جہاں مسلمان پنج وقتہ نماز پڑھتے ہیں۔ نیز ایک اسلامک سنٹر کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جہاں دینی لٹریچر فراہم کرنے کے ساتھ مختلف دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام ہوتا ہے۔

آسٹریلیا میں مسلمان | ایک اخباری اطلاع کے مطابق آسٹریلیا میں ۲½ لاکھ مسلمان ہیں۔ حفظ قرآن مجید، تجوید، عربی زبان اور دیگر دینی علوم حاصل کرنے والے مسلم بچوں اور بچیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ آسٹریلیا خالص مغربی تہذیب کا ملک ہے۔ یہاں مسلمان معاشی اور تعلیمی ضرورتوں کے پیش نظر گئے۔ اور آباد ہو گئے۔ آغاز میں دینی علوم کی طرف رجحان کم رہا لیکن گذشتہ چند برسوں کے دوران تبلیغی جماعت نے آسٹریلیا کو اپنی دینی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زیادہ بچے اور بچیاں دینی تعلیم اور عربی زبان حاصل کر رہے ہیں۔

عمان میں علمی سرگرمیاں | خلیج عرب میں واقع یہ ملک بھی علمی ثقافتی سرگرمیوں میں پیچھے نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں وہاں ایک فقہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں دنیائے عرب کے دیگر ممتاز علماء کے علاوہ شیخ الازہر نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس میں متعدد فقہی مسائل زیر بحث آئے۔ اور تبادلہ خیال ہوا۔ وہاں ایک علمی خدمت یہ انجام دی جا رہی ہے۔ کہ عالم کے تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار افراد کی ایک ڈائریکٹری تیار کی جا رہی ہے۔ جو زندگی کے کسی نہ کسی شعبے میں ممتاز رہے ہیں۔ ان کی دینی و اجتماعی پہلوؤں کو خاص طور سے نمایاں کیا جائے گا۔ یہ ڈائریکٹری چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہو گی۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۹۰ء تک یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

محفوظ، قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت

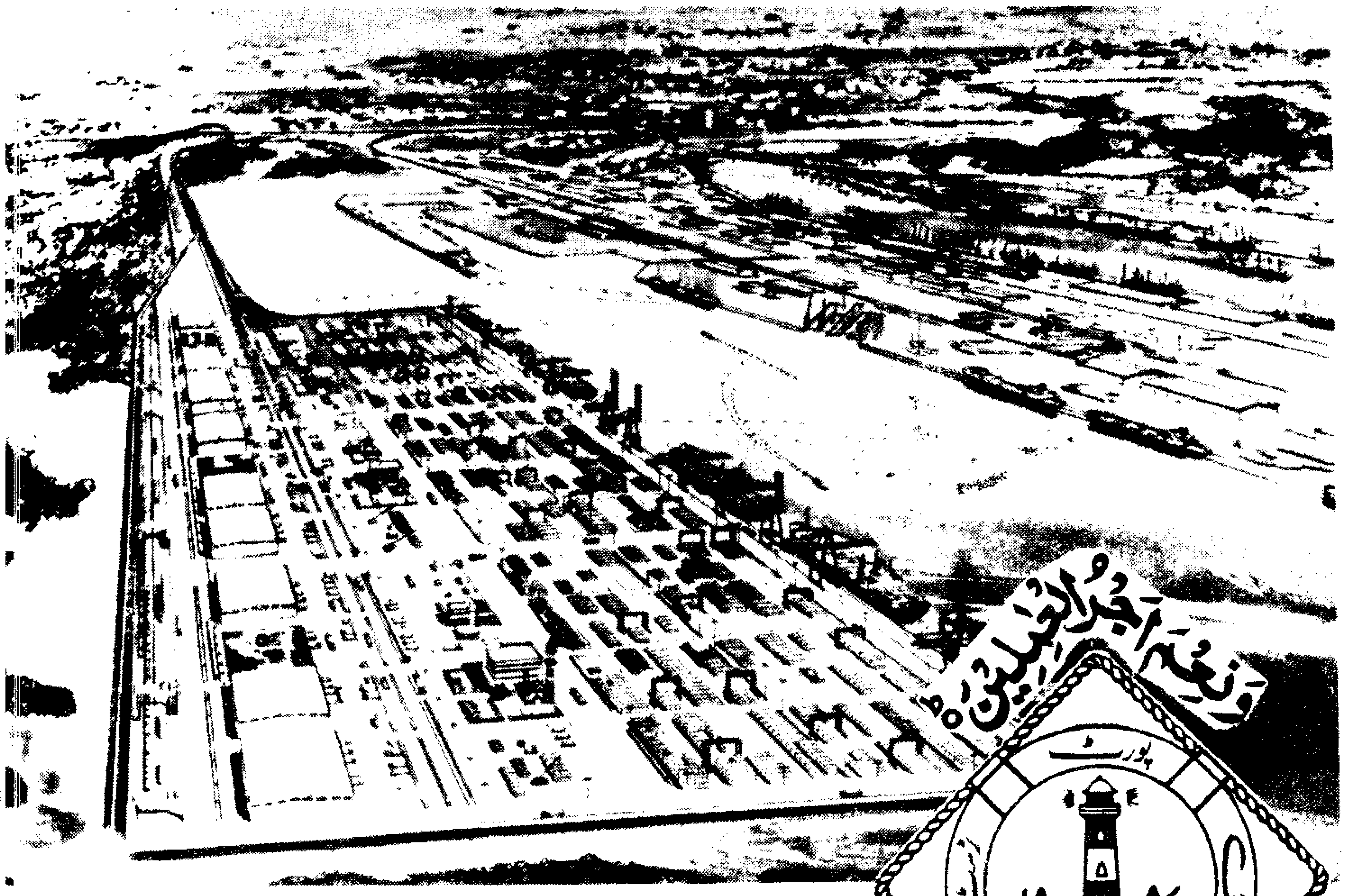

بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجنیئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

IUPT 4 88 PID - Islamabad